احیائے اسلام اور نفاذِ شریعت

(اس مہم کی طولانی جدوجہد کے سنگِ میل)

جناب پروفیسر سید محمد سلیم صاحب

اسلامی شریعت کے خلاف منفی اقدامات:

۱۷۵۷ء — جنگ پلاسی - بنگال میں انگریزی حکومت کا قیام۔

۱۷۹۱ء — گورنر جنرل بنگال لارڈ کارن ورلس نے حدود اللہ شریعتِ اسلامی کا خاتمہ کر دیا۔

۱۸۰۳ء — شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دے دیا۔

۱۹۲۴ء — مصطفےٰ کمال پاشا نے قدیم سے قائم شدہ ادارہ "خلافت" کا خاتمہ کر دیا۔

ان اقدامات کے خلاف مسلح جدوجہد:

۱۷۸۴ — ۱۷۶۱ء — مجنون شاہ مستانہ میواتی نے اپنے مریدوں کے ساتھ بنگال جا کر ۲۴ سال تک جہاد جاری رکھا۔

۱۸۶۱ء — ۱۸۱۸ء — حاجی شریعت اللہ فرائضی نے جہاد جاری رکھا - ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے دودو میاں نے جہاد جاری رکھا، بنگال میں۔

۱۸۳۱ — ۱۸۲۸ء — سید احمد شہید نے سکھوں کے خلاف پٹھانوں کی حمایت میں

ہزارہ سرحد میں جاکر جہاد شروع کیا۔

۱۸۳۵ء — پھر ان کے خلیفہ سیّد نصیر الدین دہلوی نے سکھوں کے خلاف اور مزاری بلوچیوں کی حمایت میں جہاد کیا۔ بعد میں وہ بھی ستھانہ کیمپ سرحد چلے گئے تھے۔

۱۸۶۸ء—۱۸۶۲ء — پھر ان کے دوسرے خلیفہ مولانا ولایت علی صادق پوری بہاری نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا۔ ستھانہ کیمپ - لوہیز -

۱۹۲۲ء — ۱۹۱۸ء — خلافت تحریک کے زمانہ میں مسلمانوں نے جیلوں کو بھر دیا اور ہجرت کی۔ پہلے افغانستان پھر عراق میں۔

جدوجہد کرنے والے یہ سب لوگ علماء تھے، عوام تھے، کوئی بھی ان میں بادشاہ نہ تھا۔

اِن اقدامات کے خلاف سیاسی جدوجہد:

۱۹۰۶ء — قیامِ مسلم لیگ ڈھاکہ رخطبۂ صدارت نواب وقار الملک۔

"صاحبو! ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے دل میں اس بات پر غور کرے کہ جب برٹش حکومت نہیں ہوگی، اُس وقت ہماری حالت یہ ہوگی کہ ہمارا مال ہماری جان، ہماری آبرو، ہمارا مذہب سب خطرے میں ہوگا۔ اُس وقت ہم کو ان لوگوں کا محکوم ہونا پڑے گا جو صدہا برس بعد اورنگ زیب کا بدلہ ہم سے لینا چاہتے ہیں۔

۱۹۲۱ء — خلافت تحریک۔ بیان مولانا محمد علی جوہر۔ مقدمہ بغاوت کراچی۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۱ء

"میں صرف اللہ تعالیٰ کو بادشاہ مانتا ہوں۔ اور کسی کو بادشاہ نہیں مانتا۔"

۱۹۳۰ء — سالانہ اجلاس مسلم لیگ، خطبۂ صدارت ڈاکٹر محمد اقبال۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۰ء

"اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت تمدنی قوت کے زندہ رہے، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ایک مخصوص خطہ میں اپنی مرکزیت قائم کریں۔"

۱۹۴۰ء — قرارداد پاکستان ۔ سالانہ اجلاس مُسلم لیگ ۔ لاہور۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء

"یہ کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور جنوب مغربی علاقوں میں جہاں تعداد کے لحاظ سے مسلمانوں کی اکثریت ہے، انہیں خود مختار ریاستیں قرار دیا جائے۔"

۱۹۴۲ء — سالانہ اجلاس مسلم لیگ ۔ خطبہ صدارت محمد علی جوہر ۔ دہلی ۔

"ہمارا مقصد کرۂ زمین پر ایک مُلک کا اضافہ کرنا نہیں ہے ۔ بلکہ ایک ایسی فلاحی ریاست کا قیام مقصود ہے جس میں اسلام کے عالمگیر فلاحی اُصولوں کے مطابق ایک معاشرہ قائم کر کے انسانوں کو اسلام کی برکات سے مستفید کر سکیں"۔

۱۹۴۴ء — سالانہ اجلاس مسلم لیگ ۔ خطبہ نواب بہادر یار جنگ حیدر آبادی ۔

"ہمارے پنڈال سے وہ لوگ اُٹھ جائیں جو خدا کے انکار پر اپنے معاشی نظام کی بنیاد رکھتے ہیں ۔ قرآن کے واضح اور اٹل احکام میں تحریف اور اضافہ کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں ۔ جو روٹی اور کپڑے کے بدلے مسلمانوں کا ضمیر اور ایمان خریدنا چاہتے ہیں"۔

۱۹۴۵ء — قرارداد ۔ آل انڈیا جمعیت العلمائے اسلام ۔ تاسیسی اجلاس منعقدہ ۲۶ — ۲۹ / اکتوبر ۱۹۴۵ء ۔ بمقام کلکتہ ۔ بصدارت علامہ شبیر احمد عثمانی ۔

"یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ ملتِ اسلامیہ کا سیاسی اور دینی نصب العین عالمگیر خلافتِ اسلامی علیٰ منہاج نبوت کی تاسیس ہے ۔ اور شریعت اسلامیہ کے نظام کا قیام ہے"۔

۱۹۴۷ء — جمعہ ۔ لیلۃ القدر ۔ ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ / اگست ۱۹۴۷ء کی شب کو پاکستان وجود میں آیا ۔

۱۴ / اگست کو کراچی میں پاکستان کا جھنڈا قائداعظم کے حکم سے علامہ شبیر احمد عثمانی نے لہرایا ۔ اور ڈھاکہ میں پاکستان کا جھنڈا قائداعظم کے حکم سے علامہ ظفر احمد عثمانی نے لہرایا ۔

۱۹۴۹ء — قرار دادِ مقاصد۔ منظور شدہ دستور ساز اسمبلی پاکستان ۱۳ر مارچ ۱۹۴۹ء
اس میں اللہ تعالیٰ کی تشریعی حاکمیت اور بندوں کی اطاعت کا واضح اعلان ہے۔
قرآن وسنت کی بالادستی کا واضح اعلان ہے۔ یہ قرار داد متفقہ طور پر
منظور ہوئی تھی۔

۱۹۵۱ء — معروف اسلامی فرقوں کے مستند ۳۱ علماء کرام نے کراچی میں جمع ہو کر
دو روزہ بحث مباحثہ کر کے اسلامی سیاست وحکمرانی سے متعلق ۲۲ اُصول
متفقہ طور پر منظور کیے۔ یہ دستاویز اسلامی دستور کی بنیاد بنی۔ اسلامی
تاریخ میں یہ واحد مثال ہے کہ تمام فرقوں کے بزرگ علماء ایک جگہ جمع
ہوئے اور انہوں نے ایک دستاویز پر اتفاق رائے کیا۔

۱۹۵۶ء — دستور ساز اسمبلی نے اسلامی دستور منظور کیا۔ ملک کا نام "اسلامی
جمہوریہ پاکستان" رکھا گیا۔

۱۹۶۲ء — جنرل ایوب خاں نے مارشل لاء نافذ کر کے جمہوری دستور کو ختم کیا
اور اپنا دستور نافذ کیا۔ جس میں مملکت کا نام تبدیل کر دیا۔ اور بنیادی حقوق
بھی خارج کر دیئے۔ اس کے خلاف عوامی احتجاج کا سیلاب اُٹھا۔ اور
ایوب خان کو اپنے دستور میں مطلوبہ ترمیمات قبول کرنا پڑیں۔

۱۹۶۵ء — ایوب خان نے کراچی کو ترک کر کے نیا دارالحکومت راولپنڈی کے
پاس بنایا۔ عوامی دباؤ کے تحت اس کا نام اسلام آباد رکھا گیا۔

۱۹۶۹ء — بھٹو کے سوشلزم کا علماء نے مقابلہ کیا۔ ایک ہزار علماء کے دستخطوں
سے سوشلزم کے خلاف ایک طویل اشتہار ملک کے تمام شہروں کی دیواروں
کی زینت بنا۔ جس نے ہوا کا رُخ پھیر دیا۔

۱۹۷۳ء — ۱۹۷۳ء میں مارشل لا ایڈمنسٹریٹر بھٹو نے نیا دستور دیا۔ سخت
جدوجہد کے بعد اسلامی دفعات اور بنیادی حقوق اس میں شامل کرائے
گئے۔ کوثر نیازی نے مسلمان کی تعریف کا شگوفہ چھوڑا۔ علماء نے بروقت

جواب دے کر خاموش کر دیا۔

۱۹۷۴ء — دونوں اسمبلیوں نے اپنے مشترکہ اجلاس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ (۷ ستمبر) اس طرح نوّے سالہ تنازعہ کا خاتمہ ہو گیا۔

۱۹۸۵ء — جنرل ضیاء الحق نے قراردادِ مقاصد کو متنِ دستور کا حصہ بنا دیا — اب تک یہ تمہید کا حصہ تھی۔ اب اس کی قانونی حیثیت قائم ہو گئی۔

۱۹۸۵ء — ۱۳ جولائی کو سینیٹر قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق نے شریعت بل سینیٹ میں پیش کیا۔ پانچ سال سے مختلف نشیب و فراز کی نذر ہوتے ہوئے بالآخر ۱۶ مئی ۱۹۹۱ء کو قومی اسمبلی نے پاس کر دیا۔ (۲۸ مئی سینیٹ) ۱۹۹۱ء اس طرح اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قرآن و سنت کی بالادستی اور قانونِ شریعت کے نفاذ کا اعلان ہو گیا۔

(بقیہ علم و علمائے دین اور اسلامی تحریکیں)

میں مددگار بنتا ہے۔ علم عمل کا رہنما اور عمل اس کا پیرو ہے۔ علم سعادت مندوں کو بخشا جاتا ہے اور شقی و بدبخت اِس سے محروم رہتے ہیں۔ مرتے وقت جو جستجوئے علم میں منہمک اور غرق ہو، اُس میں اور انبیاء میں سوائے درجۂ نبوت کے اور کوئی فرق نہیں۔ یہ گناہوں کا کفارہ ثابت ہوتا ہے۔ دو ہی چیزوں میں رشک و حسد کو روا رکھا گیا ہے۔ ایک اُس پر جسے اللہ نے مال دیا اور وہ صبح و شام یہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ دوسرے اُس شخص پر جو کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے اور یہ علم دوسروں کو سکھانے میں مشغول رہتا ہے۔ شیطان کے لیے ہزار عابدوں سے ایک عالم زیادہ پریشان کن ہوتا ہے۔ دین سیکھنے اور سمجھنے میں چند لمحے گذارنا لیلۃ القدر کو رات بھر جاگنے سے زیادہ بہتر ہے۔ صاحبِ علم کی توقیر نہ کرنا اور اُس کا مرتبہ گھٹانا منافقت ہے۔ عالم کا اکرام و احترام اللہ کا اکرام و احترام ہے۔